سچ

قیمت سالانہ سے،
بیرون ہند سے ۷ شلنگ

قیمت ششماہی ۱۲ر
فی پرچہ ۱ر

نمبر ۳۱ | ۶ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ ۱۶ اگست ۱۹۲۶ء | جلد ۲

سچی باتیں

آپ جس بستی میں رہتے ہیں اُس میں کوئی مسلمان شراب خوار تو نہیں بستا؟ اگر رہتا ہے تو آپ نے ابتک اُس سے شراب چھڑانے کی کیا کیا کوششیں کی ہیں؟ آپکے وطن کی اسلامی آبادی میں کوئی شخص سود کے عذاب میں گرفتار تو نہیں نظر آتا؟ اگر ہے، تو آپ نے ابتک اُسکو اس عذاب سے نجات دلانے میں کوئی سعی و تدبیر کی ہے؟ آپکے شہر میں کچھ بدنصیب ہستیاں ایسی تو نہیں، جو اللہ کا نام لینے اور محمدؐ کا کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی اپنی شرم و حیا، عصمت و عفت کی تجارت میں مصروف ہیں؟ اگر خدانخواستہ ہیں، تو آپ نے ابتک ان بدنصیبوں کی حالت سدھارنے میں کیا کیا کام انجام دیے ہیں؟ اسیطرح جن جن چیزوں پر آپکا ضمیر، آپکی عقل، آپ کا قلب، جرم و خطا، گناہ و معصیت ہونے کا فتویٰ دیتا ہے، ان کی روک تھام کے لیے آپ نے ابتک اپنی بستی میں، اپنے محلہ میں، اپنے پڑوس میں کتنی کوششیں، انسانیت و ہمدردی، خیرخواہی و دلسوزی کے جذبات کے ساتھ کی ہیں؟

یہ جتنے گنہگار، مرد و زن نظر آتے ہیں آپ ہی کے بھائی بہن ہیں۔ ان پر حقارت سے نظر نہ کیجیے، ممکن ہے کل یہ زیادہ معزز ثابت ہوں۔ ان کو رسوا و بدنام کرنے کے بجائے ان سے نرمی و ہمدردی کا برتاؤ کیجیے، ممکن ہے، آپ کو بھی کسی دوسرے کا سہارا ڈھونڈھنے کی ضرورت پڑ جائے۔ ان سے نفرت کرکے، انکے ساتھ نخوت کا برتاؤ کرکے، ان کے دلوں میں ضد اور ہٹ نہ پیدا کیجیے، بلکہ اُس شفقت و نرمی کے ساتھ جسکو آپ اپنی اولاد کے ساتھ اور اپنے خاص دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ برتا کرتے ہیں، رفتہ رفتہ انھیں سیدھے راستے پر لائیے۔ ان سے ملنے جلنے میں اپنی توہین نہ سمجھیے۔ ان سے ملیے، تنہائی میں انھیں سمجھائیے، ضرورت ہو تو انکی خوشامد کیجیے، اور اس راہ میں خود آپ کی بھی جسقدر توہین ہو، جس قدر بدنامی ہو، اس سے بددل نہ ہوجیے۔ ڈاکٹر جسوقت آپریشن کرتے ہیں تو خون کی چھینٹیں اُڑ کر خود ان کے جسم و لباس کو بھی آلودہ کردیتی ہیں۔ طبیب کو مریض کی جسمانی گندگیوں اور آلائشوں سے برابر سابقہ رہتا ہے اور پیشانی پر شکن نہیں پڑنے پاتی۔ پھر آپ تو روح کو نکھارنے، اور اخلاقی گندگیوں اور غلاظتوں کے صاف کرنے میں لگے ہوئے ہیں، آپکا ظرف تو یقیناً کہیں زیادہ بلند و برتر، اسلیے وسیع تر ہونا چاہیے!

کام ذرا مشکل ہے۔ تقریروں میں واہ واہ غالباً نہ ملے۔ اخبارات میں تعریف شاید نہ چھپے۔ نام اور کام کی شہرت شاید فوراً نہ ہو، لیکن جسوقت زبانیں گنگ ہوجائینگی، اور جسم کا رواں رواں زبان حال بن جائیگا، جسوقت آفتاب بے نور ہوجائے گا، اور کائنات کا ذرہ ذرہ، حقیقت کی تجلی سے آفتاب بن جائیگا، جسوقت جھوٹے انسانوں کی نہیں، سچے فرشتوں کی گواہیاں گزرنے لگیں گی، اور ایک ایک کے پرچے کھلنے لگیں گے، اُسوقت نظر آئیگا، کہ پہلے اپنی ذات کے، پھر اپنے گھر والوں، اپنی برادری والوں، اپنے محلہ والوں، اپنی بستی والوں کے سدھارنے کی، خاموش و

ایڈیٹر عبدالماجد

ربے نمایشیں، کوششیں، بے معنی و لاحاصل تھیں۔ یہی پیروی رسول ہے۔ یہی شریعت ہے، یہی اصلی طریقت ہے، یہی حقیقت ہے، یہی اصلی صوفیت ہے۔ اسکے سوا جو کچھ ہے، الفاظ کا کھیل اور نفسانیتوں کا تماشا ہے۔

"م"

مولانا عبدالرحمن مرحوم کی یادگار

سچ کے پڑھنے والے بہت سے بھائی یہ جاننے کے منتظر ہونگے کہ مولانا عبدالرحمن مرحوم کی یادگار کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے۔ ان سب کی نیز مرحوم کے شاگردوں، رفیقوں، اور دوستوں کی اطلاع کے لیے شایع کیا جاتا ہے، کہ مرحوم کے نام پر ایک کتبخانہ اور دارالمطالعہ اُنھیں کے وطن، نگرام میں انکے اعزہ کھول چکے ہیں۔ بعض احباب کی جانب سے یہ تحریک بھی پیش ہوکر خود دارالعلوم ندوہ میں ایک دارالمطالعہ ان کے نام پر قائم ہو۔ ان دونوں سے زیادہ اہم و مقدم یہ ہے، کہ مرحوم کے علمی و قلمی افادات کی، ایک مستقل شکل میں طبع و اشاعت کا معقول انتظام کیا جائے۔ یہ ذخیرہ کچھ بہت زائد نہیں۔ تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ رسائل و مضامین کا مجموعہ، غالباً متوسط ضخامت کی تین چار جلدوں میں آجائیگا۔ یہ خدمت دفتر سچ و کارکنان سچ کے لیے باعث فخر ہوتی، لیکن مرحوم کے احباب و مخلصین کی متفق رائے و مشورہ سے، اس خدمت کے سب سے زیادہ اہل اور سب سے زیادہ حقدار مرحوم کے حقیقی چچا مولانا محفوظ الرحمن قرار پائے ہیں، جو عرصہ سے انجمن تبلیغ الاسلام کے کام کو نہایت خوبی، خوش اسلوبی، و دیانت سے چلا رہے ہیں، اور ان کے حق میں سچ اپنے حق سے دست بردار ہوجانا، خود اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہے۔ انشاء اللہ اب مولانا موصوف اپنی نگرانی میں، مرحوم کے مجموعۂ تصانیف کی ترتیب، طبع و اشاعت وغیرہ کا انتظام فرمائیں گے، اور پریس کی مشین خرید فرما کر مرحوم کے وطن ہی میں اسکا دفتر قائم کرینگے۔ جو حضرات، مرحوم کے خیالات کی اشاعت، ملک و قوم کے لیے ضروری سمجھتے ہوں، اور اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں، وہ براہ کرم ہر قسم کی امداد و اعانت مولانا محمد محفوظ الرحمن صاحب کو قصبۂ نگرام، ضلع لکھنؤ کے پتہ پر بہم پہونچائیں۔

"م"

نئی زمین اور پُرانا آسمان

ماہ گذشتہ میں بادل کی ایک گرج، بجلی کی ایک چمک، آسمان کی ایک کڑک نے امریکہ کے بحری مرکز اور فوجی میگزین میں قیامت برپا کردی، اسکا تذکرہ کسی پچھلے پرچہ میں آچکا ہے۔ اب تازہ ولائتی ڈاک سے اس واقعہ کی مزید تفصیل یہ معلوم ہوئی کہ جو علاقہ تہس نہس ہوکر رہ گیا ہے، اس کا پھیلاؤ ۲۰ ایکڑ تھا، اور کڑک اور دھماکوں کی دہشت ناک آوازیں ۵۰ میل کے دور میں سنائی دیتی رہیں! ایک اخبار کا بیان ہے کہ آگ کے سربفلک شعلوں نے ساری رات جہنم کا سماں پیش نظر رکھا! لفٹننٹ کمانڈر براؤن، فوراً ہی ہلاک ہوگئے، اور بہت سے افسروں کے بیوی بچے ایسے بے پتہ اور بے نشان ہوگئے ہیں، کہ گویا کبھی ان کا وجود ہی نہ تھا۔ کان لم یغنوا بالامس! سرکاری نقصانات کا تخمینہ ۸ کروڑ پونڈ یا ۱۲۰ کروڑ روپیہ کا ہے!

یہ کیا مصیبت ہے، کہ دل و دماغ بدل گئے۔ لیل و نہار بدل گئے، عقائد و مذاہب بدل گئے، طبیعتیں نئی ہوگئیں، ہم خود نئے ہوگئے، دنیا نئی بن گئی، لیکن عذاب آسمانی، اب بھی وہی پرانے کا پرانا ہے! انقلاب چیز کو بہرہ کہتے، خدا معلوم کتنی دیجان، نسلیں تہ خاک ہوگئیں، لیکن اسکی قوت پر کہنگی و فرسودگی طاری ہوتی اب تک نہیں نظر آتی! اور چرخ نیلوفری کی جو گردش مناور و نادر کو پیس ڈالتی تھی وہ مغرب و مغربی کو بھی ریزہ ریزہ کردینے کے لیے بدستور نظر آرہی ہے! یہ زور کی کڑک، زور کی گرج، زبردست زلزلہ، مہیب سیلاب، ہولناک آگ، تو اس کہنہ و فرسودہ دنیا کے قصے و افسانے ہیں، جب نوح و ابراہیم وعظ گوئی میں مشغول رہتے تھے، جب عاد و ثمود کی قومیں زندہ تھیں، جب کالجوں اور یونیورسٹیوں، اسپتالوں اور تجربہ گاہوں، سائنس اور فلسفہ کے نام سے بھی کوئی آشنا نہ تھا۔ کیا اب نئی عقل، نئی حکمت، نئے علوم والی نئی زمین پر بھی وہی پرانا آسمان قائم رہیگا؟

"م"

قال کیا ہے

"جہاں تک پارلیمنٹ کی تہذیب و شایستگی کا تعلق ہے، کوئی شے ہاؤس آف لارڈز (دارالامراء) کی گرد کو بھی نہیں پہونچتی ہے۔ دارالامراء اپنی متانت و سنجیدگی، اپنی خوش مزاجی، اور اپنی بااصولی کے لحاظ سے ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ یہانتک کہ لارڈ ہالڈین کی پُرجوش تقریریں بھی اسمیں ہیجان پیدا کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو رائل سینٹری انسٹیٹیوٹ کے جوبلی ڈنر کے موقع پر ۱۰ جولائی کی شام کو لارڈ برکنہڈ کی زبان سے ارشاد ہوئے تھے۔ لیکن عین اسوقت جبکہ یہ الفاظ ہوا میں گونج رہے تھے، ٹھیک اُس گھڑی جبکہ دارالامراء کو سنجیدگی و متانت، تہذیب و شرافت، کی یہ بیش بہا سند عطا ہو رہی تھی خود پارلیمنٹ اور دارالامراء اپنے ان اوصاف کا جو ثبوت زبان حال سے پیش کر رہا تھا، اسکا تذکرہ پچھلے پرچوں میں آچکا ہے، اب مزید تفصیل ولائتی اخبارات سے لی جاتی ہے۔

"م"

حال کیا ہے

سرکار کا کام، آئرلینڈ والے مسودۂ قانون کی تیسری خواندگی تھی لیکن جلسہ شروع ہوتے ہی لارڈ ہالڈین، لارڈ پارمور، لارڈ اولیور، لارڈ ڈی لا وار، اور لارڈ آرنلڈ جلسہ ہی میں رد ترمیم آگے پر تل گئے۔ انھوں نے ترمیم پیش کی، گورنمنٹ نے اسے نامنظور کیا۔ لارڈ پارمور تقریر کے لیے کھڑے ہوئے، اسپر کنسرویٹیو امیروں میں شور برپا ہوگیا، انکی تائید کو لارڈ ڈی لا وار کھڑے ہوئے، اسپر بھی برابر شور برپا رہا، اور کنسرویٹیو امیروں نے ایک ایک کرکے کھسکنا شروع کردیا، چنانچہ جب لارڈ آرنلڈ کھڑے ہوئے تو کمرہ سامعین سے خالی تھا۔ شاہی وکیل کی آمد اور شاہی منظوری کا وقت مقرر، عرصہ ہوا گذر چکا تھا، اور لارڈ آرنلڈ کی تقریر رکوادی گئی۔ کمرے کے پشت کی طرف دارالعوام کے سوشلسٹ ارکان، بہت سے آکر جمع ہوگئے تھے، انھوں نے شور و غل کرنا شروع کردیا۔ اور ایک شدید ہنگامہ برپا ہوگیا۔ بالآخر پارلیمنٹ کے چپراسیوں اور سپاہیوں کی جماعت بلائی گئی۔ اور یہ جماعت بدشوار تمام ان شورہ پشت ارکان پارلیمنٹ کو نکالنے پر قادر ہوسکی! شاہی وکیل نے دارالعوام میں آکر جسوقت شاہی پیام کا اعلان کرنا چاہا، تو اس درجہ شور بلند ہوا کہ کوئی ایک لفظ نہ سنائی دیا! اسکے بعد پھر شاہی وکیل نے جب دارالامراء

ہیں اگر اپنے فرض کو ادا کرنا چاہا، تو اسقدر شور برپا تھا، کہ بجز لیبر جماعت کے بعض بلند بانگ ارکان کے نعروں کے اور کچھ بھی نہیں سنائی دیتا تھا! "بےشرم" "بےشرم" "شرمناک" "کمینہ" "خونی قاتلوں" بس یہی الفاظ رہ رہ کر ہوا میں بلند ہوتے تھے! دوسرے اجلاس میں، اس اجلاس کی بابت صدر صاحب نے فرمایا، کہ

"ان واقعات سے میری، اور پارلیمنٹ دونوں کی شدید توہین ہوئی۔ میرا فرض، محض پارلیمنٹ کے حقوق ہی کی حفاظت نہیں، بلکہ اس سے بڑھکر فرائض کی بھی نگہداشت ہے، اور سب سے بڑا فرض تہذیب و متانت ہے .... اگر آیندہ پھر کوئی ایسا موقعہ پیش آیا تو مجبوراً عملی کارروائی کرنی پڑیگی"

یہ روداد ڈیلی میل کی تھی۔ ویسٹ منسٹر گزٹ کی روداد میں ہے کہ ایک لیبر ممبر مسٹر کاٹن نے منہ میں کف بھر کر یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے "او ذلیل کتے، بدمعاش، کمینہ، بے ایمان" اسی اخبار کے نمایندہ کی یہ روایت بھی ہے۔

"میں غلام گردش میں پاس ہی کھڑا ہوا تھا، کہ آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی۔ اور وہ ہلڑ تھا، کہ کوئی آواز صاف سمجھ میں نہیں آتی تھی، البتہ یہ الفاظ میرے کان میں آئے، "او خبیث بدمعاش" اور ساتھ ہی دھول دھپا شروع ہو گئی۔ ..... ایک لیبر ممبر اور ایک ٹوری ممبر آپس میں گتھ گئے، اس نے اُسے دبوچا، اور اُس نے اسے پٹخنی دی"

"قال" اور "حال"، "دعوی اور عمل"، کے اِن نمونوں کے پیش نظر ہو جانے کے بعد، پھر کسی رائے زنی، کسی حاشیہ آرائی، کسی تبصرہ و تنقید کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

"م"

موت کی ارزانی

"مرحوم" مملکت آسٹریا ہنگری کے "مرحوم" پایہ تخت اور آج کل ہنگری کے دار الحکومت بوداپسٹ میں خودکشی کا جنون اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ خودکشی کرنے والوں کا ایک مستقل کلب "سوسائڈ کلب" قائم ہو گیا ہے، اور اسکی جانب سے ایک ماہوار رسالہ بھی شایع ہو رہا ہے! ایک سابق فوجی افسر اڈیٹر رسالہ بیں اس تحریک کے روح رواں حال ہی میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے جرم کا اقبال کیا، اور یہ ارشاد فرمایا، کہ موت کی اس تجارت کو خوب فروغ ہو رہا ہے، اسلئے کہ شہر بوداپسٹ میں ہر ہفتہ ایک ہزار انسان اپنی جان دینے کے لیے حاضر رہتے ہیں (ویسٹ منسٹر گزٹ، لندن، ۱۶ جولائی ۱۹۲۶ء)

یہ اعداد صرف ایک مہینے کے اندر بھی صرف ایک شہر کے ہیں اب سارے مغرب کے سارے شہروں میں مجموعی تعداد کہاں تک پہونچتی ہوگی، اسکا اندازہ ہر معمولی حساب دان بآسانی کر سکتا ہے!

یہ حد درجہ عبرت انگیز ہے کہ نہیں ہر ملک خودکشی اور زہر خوری کے واقعات ہندوستان کی نسبت بلند بڑھ کر انگلستان میں ہیں، نہ مول کا شوق ہے، علاوہ ازیں ہزاروں انگریزوں میں مرنے کو عبادت سمجھنے والوں کی کسی آبادی سمجھیں بلکہ پیری مرید و شادی کو حقیقی زندگی سمجھنے والوں کی بھی سخت و شیر گنجی زیادہ گھوڑ دوڑ کے جوئے، بوٹ کے میچ، ناچ رنگ کے نشہ میں وقت گزار کر جو نکلی ہی مستی اور عیش پرستی میں زندگی بسر کرنے والوں کی تو ہم کرین ایک جنکے اول خوش مطلق ہوتے ہیں، وہ نہ کسی اعلی مقصد کو جانتے ہیں ہر پیمانہ عمر گزار کر تو کیا کہتے، ایکا پیمانہ اول آج بھی بچا ہو اور ہمیشہ اسی سچا رہیگا کہ جو لوگ باری تعالی

ومن اعرض عن ذکری فان لہ | آخرت و عاقبت تو الگ رہی، اسی دنیا کی

معیشۃ ضنکا | "زندگی ہم اُن پر تنگ کر دینگے"

ہوتی چلی آئی ہے

"م"

پارلیمنٹ میں ادھر چند ماہ سے بدتمیزیوں کے جو متواتر و مسلسل واقعات پیش آ رہے ہیں، اور جن کے نمونے کبھی کبھی ان صفحات میں بھی نقل کیے گئے ہیں، ان پر خود برطانوی پریس کا ایک حصہ نہایت برہم و ناراض ہو رہا ہے، اور ادب و تہذیب کی درسگاہ قدیم کی اس بدعت کو اپنی متانت و تہذیب پر ایک داغ قرار دے رہا ہے، چنانچہ ٹائمز میں ایک پادری صاحب کا عتاب نامہ شایع ہوا، جس میں اُنھوں نے لیبر ممبروں کی اس شورہ پشتی کو پارلیمنٹ کے اندر "گالم گلوج" اور "بازاری شہدپن" سے تعبیر فرمایا تھا۔

اس الزام کے جواب میں برطانوی پریس ہی کا ایک دوسرا حصہ یہ دعوی لے کر اٹھا ہے، کہ پارلیمنٹ کی تاریخ میں یہ نئی کون سی بات ہے؟ موجودہ انگریزی نسل کے اسلاف نامدار آج سے نہیں، شروع ہی سے اس طرز تخاطب کے خوگر ہیں! چنانچہ ویسٹ منسٹر گزٹ مورخہ ۱۰ جولائی میں ایک صاحب نے اسی موضوع پر ایک مفصل مراسلہ سپرد قلم فرمایا ہے، جسے اخبار مذکور نے اپنے خاص کالموں میں جگہ دی ہے۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"یہ لب و لہجہ، پارلیمنٹ کی ایک دو سابق نسلوں کے لب و لہجے کہاں تک گرا ہوا ہے، اسکا فیصلہ تو آیندہ مورخ کا قلم کرے گا، البتہ یہ یقینی ہے، کہ پارلیمنٹ کا جو درخشان ترین زمانہ کہا جا سکتا ہے، اسمیں گالم گلوج کی کچھ کمی نہ تھی ...... بلکہ اگر سابق زمانہ کے مشاہیر ارکان پارلیمنٹ کی تقریروں کو سامنے رکھا جائے تو فیصلہ یہ کرنا پڑے گا، کہ ہم اپنے بزرگوں کے مقابلہ میں تو کہیں زیادہ شیرین زبان ہیں! یہ اور بات ہے، کہ ان میں طول گوئی و درازبیانی زیادہ ہو، اور کم سے کم مفہوم کو دو حرف میں ادا کر دیتے ہوں!"

یہ وہی پارلیمنٹ ہے، جسکی آئین پرستی، جسکی تہذیب، جسکی متانت کی قسمیں ہم غیر مہذب ہندوستانیوں کے سامنے کھائی جاتی ہیں!

"م"

(بقیہ صفحہ ۴)

رسالہ جامعہ نے حال میں ضمناً یہ اعلان کیا ہے، کہ اب جامعہ ملیہ کسی سیاسی انجمن (جیسے خلافت کمیٹی) کے ماتحت و زیر اثر نہیں، بلکہ ایک مستقل و آزاد و خالص تعلیمی ادارہ کی حیثیت رکھتی ہے! اس مستند اعلان کے بعد جامعہ کی اعانت سیاسی و غیر سیاسی ان تمام اشخاص پر فرض ہو جاتی ہے جو قومی و آزادانہ تعلیم سے ذوق رکھتے ہیں۔ سمجھا گیا ہے کہ ابتک جامعہ کا سہارا بار خلافت کمیٹی ہی کے ممبروں اور ہمدردوں پر تھا، اور ملک میں جسقدر تحریک خلافت سرد ہوتی گئی، اسی نسبت سے جامعہ کی اعانت بھی گرتی گئی، لیکن اب جبکہ جامعہ نے اپنی "خود مختاری" کا اعلان کر دیا ہے، تماشا ہے اہل کرم کے دیکھنے کا پورا موقع ہے، اور سرکاری ملازموں، سرکاری توسل رکھنے والوں، زمینداروں، امیروں، تعلقداروں، اور والیان ملک کی ہمتوں کے امتحان کا وقت ہے!

(معارف)

شذرات

کیا خدا کی قدرت ہی، کہ یورپ، اسلام کے چہرہ پر گرد و غبار ڈالنے کی جتنی زیادہ کوشش کر رہا ہی، اسی قدر اسکا قدرتی حسن و جمال اور نکھرتا آتا ہے، اسنے بارہا چاہا، کہ اسلامی تاریخ کو بد سے بدتر اور بیہودہ شکل میں پیش کرے، لیکن ہر مرتبہ اعتراف عظمت و کمال پر مجبور ہو جانا پڑا، بڑی سخت کوشش اسکی رہی، کہ قرآن کی صحت مشتبہ کر دکھائی جائے، اس کوشش میں برابر ناکامیوں پر ناکامیوں ہی کا اضافہ ہوتا گیا، بہت چاہا کہ سرمایۂ حدیث کو ایک دفتر خرافات ثابت کر دکھایا جائے، قدرت نے خود اسی کے فرزندوں کے ہاتھوں استناد حدیث پر بہتر سے بہتر شہادتیں جمع کرا دیں، جہاد، غلامی، طلاق، تعدد ازدواج، تحریم خمر، تحریم سود، غرض جس جس اسلامی مسئلہ کو عقلائے یورپ نے مورد طعن و تعریض بنایا، اسکا بہترین جواب، خود وہیں کے واقعات و حوادث، حالات و مشاہدات سے بہم پہونچ گیا، اسلام کا یہ زندہ معجزہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے، اور انشاء اللہ برابر اسی طرح قائم رہے گا۔

ایک خاص حربہ یورپ کے ہاتھ میں یہ رہا ہے، کہ مسلمانوں نے اپنے عروج کے زمانے میں علوم و فنون کی کسی قسم کی پرورش نہیں کی، لیکن خود مغرب ہی کے فرزندان رشید کی تحقیقات اس دعوی کی بارہا تردید کر چکی ہی، اس سلسلہ کی ایک تازہ کڑی، اسپین کے پروفیسر آسن کی کتاب کا انگریزی ترجمہ ہی، پروفیسر موصوف، میڈرڈ یونیورسٹی میں عربی زبان و ادب کے استاد ہیں، اور کئی سال سے علوم اسلامیہ کے مطالعہ و تحقیقات میں مصروف ہیں، ان کی تحقیق اس سے قبل، یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے، کہ یورپ کے قرون وسطی کے مشہور حکیم سینٹ ٹامس اکیوناس، اور سپین کی مسلمان حکما کی تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر رہے ہیں، اور انھوں نے جو کچھ کہا اور لکھا ہے، اس میں گویا اصل ترجمہ ابن رشد، اور شیخ ابن عربی کی شاگردی کا حق ادا کر دیا ہے، پروفیسر موصوف نے اپنی جدید کتاب میں جو اسپین میں ۱۹۱۹ء میں شایع ہوئی تھی، اور جسکا انگریزی ترجمہ ابھی شایع ہوا ہے، یہ دکھایا ہے، کہ اٹلی کا مشہور شاعر دانتے، جسکی شہرت کا غلغلہ سارے یورپ میں برپا ہی، اور جو ہومر کے بعد، یورپ کا بالاتفاق سب سے بڑا باکمال شاعر تسلیم کیا جاتا ہے، اس نے اپنی مشہور نظم میں جنت و دوزخ و سیر آسمان کا جو سامان دکھایا ہے، وہ تمام تر واقعہ معراج نبوی سے ماخوذ ہے، (ہسپانوی پروفیسر رومن کیتھولک کلیسائے روم کے پیرو ہیں) ان کی اس تحقیق پر یورپ کا علمی و مذہبی ہر طبقہ پوری توجہ کر رہا ہے، اور انگریزی اخبارات میں اس پر کثرت ریویو نکل چکے ہیں، کیا یورپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا، کہ اس تیرہ سو سال کی مدت میں، اس نے علوم و فنون میں جو کچھ بھی ترقی کی ہے ادب و حکمت میں جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اسکے لیے براہ راست یا بالواسطہ وہ بالآخر اسی قوم کا شرمندۂ احسان، اسی امت کا زیر بار منت ہی، جسے آج ایک آدھ صدی سے اس کی غلامی کا فخر حاصل ہے؟

مقام مسرت ہی کہ علی گڈھ کی مسلم یونیورسٹی کو بھی علوم "اسلامیہ" پر توجہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، جناب صاحبزادہ صاحب نے اسلامیات سے متعلق ایک خاکہ تجاویز شایع فرما دیا ہے، جسکے ساتھ ڈاکٹر اقبال کا تبصرہ بھی شامل ہے، یہ دونوں اصل تحریریں، بجائے اردو کے انگریزی میں تھیں اور علی گڈھ کی انجمن اردو کے رسالہ "سہیل" میں ان کا خلاصہ اور نقلی ترجمہ شایع ہوا ہے، اس موقع پر قدرۃً سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مسلم یونیورسٹی کی سرکاری زبان انگریزی ہے؟ کیا یہ امر اب بھی باعث شرف و افتخار ہے کہ ایک مسلم یونیورسٹی کے ذمہ دار ارکان اسکے شعبۂ اسلامیات سے متعلق جملہ خیال، انگریزی ہی میں کریں؟ کیا اردو کی ہمہ گیری کے دعوی کی عملی تردید، اور حقوق اردو کے ساتھ بے اعتنائی کی عملی تعلیم خود وہیں سے ہوتی رہے گی، جسے مرکز اردو ہونے کا دعوی ہے؟ اس سے زیادہ تاسف انگیز امر یہ ہے کہ وائس چانسلر صاحب کے مراسلہ کی بنیاد جن تجویزوں پر ہی، وہ ہندستان کے کسی عالم کی پیش کی ہوئی نہیں، بلکہ یورپ کے دو مستشرقین کی پیش کی ہوئی ہیں، کیا ہندستان سارے طول و عرض میں جلیلہ ندوہ، دیوبند، اور خود علی گڈھ میں کوئی ایک فرد بھی اس قابل نہ تھا جسکے مشوروں پر خاکہ نصاب اسلامیات کی بنیاد قائم ہوتی؟ سر ٹامس آرنلڈ بیشک اسلامیات کے ماہر خصوصی ہیں اسکے اندازہ کیلیے ان مقالات کا مطالعہ کافی ہی جو خود انکے قلم سے انکی نگرانی میں "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" میں شایع ہوئے ہیں کیا علمائے ہند کا معیار اس سے بھی گیا گزرا ہوا ہے؟ عماد الملک و اقبال، و شیروانی، کاملین سلف کے مقابلہ میں ہیچ سہی لیکن کیا آرنلڈ کے مقابلہ میں بھی؟ اپنے ہاں کی چیزوں سے بے خبر ہیں:

ناکمہ نادان ہونے کیا تجھ سے بھی نادان ہوگئے

ترکوں نے اپنے لباس، وضع قطع میں جو "اصلاحیں" کچھ عرصہ سے شروع کر رکھی ہیں، انھیں قومی و مذہبی حیثیت سے یقینا پسندیدہ نہیں کہا جا سکتا، یہ ساری تبدیلیاں ترکوں کی موجودہ تبدیل شدہ ذہنیت کی علامتیں ہیں اور صاف پتہ دے رہی ہیں، کہ ترکی پر مغربیت کس درجہ غالب آتی جاتی ہے، یہ صورت حال قطعاً افسوس ناک و ناخوشگوار ہی، لیکن جب برطانیہ کے بڑے بڑے سنجیدہ اخبارات ترکی ٹوپی کے بجائے "ہیٹ" کے رواج پا جانے سے یہ نتیجہ نکالنے لگتے ہیں، اور اس نتیجہ پر غم و ماتم کا اظہار کرتے ہیں، کہ ترکوں سے اسلام رخصت ہو گیا، تو اس پر بے اختیار ہنسی آ جاتی ہی، برطانیہ کے بڑے اور چھوٹے جس اخبار کو کھولیے، ہر ایک میں یہی ماتم نظر آنے لگا، کہ ترکوں نے اسلام کو ترک کر دیا، ترک بے دین ہو گئے، لامذہب ہو گئے، ملحد ہو گئے، اور دلیل یہ ہی کہ بجائے قدیم طرز کی ترکی ٹوپی کے اب ہیٹ کا رواج عام ہو گیا ہی، اور ہیٹ سرکاری ٹوپی قرار پا گئی ہے، گویا اسلام کے ان دلسوز غمخواروں اور مخلص چارہ سازوں کے نزدیک اسلام نام ہے کسی خاص وضع کی پوشش پہننے، یا کسی خاص قطع کی ٹوپی سر پر رکھنے کا! ذلک مبلغہم من العلم، جو لوگ اسلام کو کسی خاص لباس، وضع قطع کے ساتھ محدود و مخصوص سمجھے ہوئے ہیں انھیں شاید اتنا بھی یاد نہیں، کہ اسلام کی دعوت ہر قوم، ہر ملک، ہر زمانہ کی آبادی کے لیے ہو، جسکے لیے معاشرت کا اختلاف بالکل ناگزیر ہے۔

(بقیہ برصفحہ ۲ کالم ۲)

سود کی حرمت

(از مولانا خواجہ عبدالحی، اُستاد تفسیر جامعہ ملیہ دہلی)

نمبر ۲

سود کے مال میں کبھی برکت نہیں ہوتی، شراب قلیل تعداد میں نقصان نہیں پہونچاتی مگر ترقی کرتی ہوئی آخر کار مہلک ثابت ہوتی ہے ایسی ہی سودخواری جس کا انجام کار ایسی شکل اختیار کرلیتا ہے جس سے سود لینے والے کو تو سود سے مگر تمام موجودہ دولت اور اس کی مدد سے آئندہ کی بڑی پیداوار معدودے چند کام کرنے والوں کے پاس ضرورت سے زیادہ جمع ہو جائے باقی تمام ملک جس کی متحدہ کوشش سے وہ رقم جمع ہوئی ہے اور جس میں سودخواروں کے سرمایہ اور مزدوروں کی محنت سے بہت بڑی خدمت لیگئی ہے، سب اپنے واجبی استحقاق سے محروم رہیں آرام طلبی کے خوگر ہوں، چیزوں کو گران قیمت پر خریدیں غرضکہ ایک سود کی لالچ میں کئی طرح کا مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے زکوٰۃ، اور خیرات اور صدقات سے تمام ملک یکساں طور پر فائدہ اٹھاتا ہے فقرار اور مساکین اپنی حالت کو درست کرلیتے ہیں دولت کا ایک حصہ تقسیم ہو جاتا ہے اور اسطرح دولتمندوں اور غریبوں کی باہمی کشمکش کا سلسلہ صاف ہو جاتا ہے،

(۲۷۸) یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۝ (۲۷۹) فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رءوس اموالکم لا تظلمون ۝

مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مسلمان ہو تو جسقدر سود رہ گیا ہے اسکو چھوڑ دو اور اگر ایسا نہ کروگے تو اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو اصل رقم تمہاری ہے نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے گا۔

غور کرو قرآن حکیم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں نازل کی ہیں، لیکن سود کے متعلق ایک ایسا لفظ کہدیا ہے جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ انسان کا کوئی فعل جلب نفع اور خود غرضی سے خالی نہیں مگر خود غرضی کا بدترین ظہور جمع و حصول مال کی بھوک ہے، اگر غور سے دیکھیے تو تمام اعمال انسانیت میں اس مرض کا کوئی ظہور اس درجہ انسان کی فطرتی خصائل کے لیے مہلک اسکی انسانیت و حیثیت کے لیے مضر، بحیثیت اجتماعیہ اور مجامع انسانیت کی صحت مدنی کے لیے سم قاتل اور عالم مخلوقات کے انسان کو خوفناک درندہ بنادینے کے لیے عمل اسحر نہیں ہے، جیسا کہ سود اور سود خوار کی زندگی کی مختلف شکلیں،

یقیناً تمام انسانی گناہوں میں صرف یہی معصیت حرب من اللہ ورسولہ ہے، کیونکہ اور کسی معصیت میں انسان خدا کے بندوں کے لیے اس درجہ بیرحم اور خونخوار نہیں ہوتا، جس درجہ سود کو اپنا وسیلہ معاش بنا لینے کے بعد ازسرتاپا مجسم شقاوت و قساوت و غلظت و صلابت بن جاتا ہے اور خدا کے آگے بیرحمی سے مغرور بنا فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوتا ہے،

اگر ایک شخص چور ہو، ڈاکو ہو، قاتل ہو، تو قانون اسکو سزا دیگا اور انسانی آبادی اس سے پناہ مانگے گی، لیکن ایک سود خوار کہتا ہے کہ انما البیع مثل الربوا اس نے تجارت کی ایک دوکان کھول دی ہے، اور ضرورت و احتیاج انسان کے ہوش و حواس معطل کردیتی ہے، ڈاکو سے انسان بھاگتا ہے، مگر مظلوم قرض دار خود دوڑ کر اسکے پاس جاتا ہے، ایسا فی الحقیقت کھلی بغاوت کسی قانون اور مذہب کیلیے اس بیجا حق کا مستحق نہیں جسقدر سود اور سود خواری کی مہیب زندگی بھرگیا حرب من اللہ ورسولہ سے اسکی تعبیر صحیح نہیں ہے،

دُنیا میں خود غرضی کے جسقدر اعمال کیے جاتے ہیں ان میں سے کسی میں بھی اس درجہ استمرار و مداومت نہیں جیسی کاروباری سے رسمی میں سودخواری کا عمل ظلم دائمی، اور انسانی عمروں، خاندانوں اور نسلوں تک جاری رہتا ہے، اور جس شکار کو پکڑتا ہے، اسکی بیکسی اور مظلومی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے اور جونک بیٹھ کے لیجانے کے تڑپنے، لوٹنے اور کراہنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اندر پیدا کرے، وہ سود خوار نہیں بن سکتا، اسی صرف اسی معصیت کو حرب من اللہ ورسولہ سے تعبیر کیا گیا، البتہ اگر توبہ و انابت الی اللہ کرکے آئندہ سود کو بالکل ترک کردینے کا عہد و میثاق کرلے تو اپنا راس المال لینے میں کوئی گناہ نہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربا کی ہر شاخ کو حرام قرار دیا، اور سودخواروں کو اسکے نتائج الیمہ سے ڈرایا، امام احمد نے اپنی مسند میں، اور دارقطنی نے عبداللہ بن حنظلہ سے روایت کیا ہے، کہ درھم ربا یاکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلثین زنیۃ جو شخص معلوم ہونے کے باوجود سود کا ایک درہم کھاتا ہے اسکو چھتیس زنا کا گناہ ہوگا، ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ الربوا سبعون حوبا ایسرھا ان ینکح الرجل امہ گناہ سود کا ستر جزو ہیں، ان میں سے ادنیٰ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے صحبت کرے، ابن ماجہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ ان الربوا وان کثر فان عاقبتہ تصیر الی قل سود کی بنا پر اگرچہ دولت میں زیادتی ہو جائے مگر انجام کار اس پر فنا طاری ہوگی،

(۲۸۰) وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ (۲۸۱) واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون ۝

اور اگر کوئی تنگدست ہو تو فراخی تک مہلت دینی چاہیے اور یہ کہ معاف کردو تو تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم سمجھو اور اس دن سے ڈرو جس روز اللہ کی طرف لوٹائے جاؤگے پھر جو کچھ کمایا اسکو پورا دیا جائیگا اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا۔

راس المال کے وصول ہونے میں بھی اس امر کا خیال رکھو کہ اگر قرضدار غریب و مفلس ہے، تو اسے فراخی و فراغت تک مہلت دینا بہتر ہوگا اور اگر چھوڑ دو تو اچھا ہے آخر سودخواری کے زمانے میں تم اصل رقم سے کئی گنا زائد وصول کرچکے ہو، اگر تم قیامت کے روز خدا سے نرمی کی توقع رکھتے ہو، تو آج نوع انسانی کے ساتھ ہمدردی و اعانت لینت و نرمی کا سلوک کرو، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

(تفسیر سورہ بقر)

شہادتِ حسنیٰ[عہ]

یا

ماہِ مُحرّم کی تجلّی ریزیاں

(از قلم خاص :- مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی)

نمبر ۱

ننھے بچے کی تربیت و پرورش کے لئے محسوس قوتوں میں سب سے بڑی قوت وہ ہے جسے باپ کہتے ہیں۔ لیکن کیا تماشا ہے کہ وہ بزور توڑ دیا گیا اور پیدا ہونے سے پیشتر ہی توڑ دیا گیا، وہ آیا اور اس شان کے ساتھ آیا کہ جس کو لوگ پالنے والا کہتے ہیں وہ مدینے کے ایک میدان میں سو رہا ہوا تھا سعد کے کنبے والو دوڑو اور اس بچہ کو چھاتی سے لگاؤ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی نہیں ہے۔

جن کے پاس سب کچھ تھا انہیں ڈھکیل دیا گیا، جبکی اونٹنی کا تھن خشک ہو چکا تھا اور خود جس کے پاس دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا، کچھ نہ تھا، اسی نے اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ جب واپس کرنے آئی تو تماشہ کا یہ کیسا درد ناک حصہ تھا کہ یہ وہ کے ایک جھونپڑے میں، اس بچہ کی تربیت و پرداخت کرنے والی دوسری قوت بھی ہمیشہ کے لئے گم ہو گئی۔

پیر مرد، بوڑھا دادا اُٹھتا ہے، اور اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے، لیکن قدرت جس کے ساتھ کچھ نہیں رکھنا چاہتی وہ اُٹھتی ہے اور اس ہاتھ کو بھی جھٹک کر علیٰحدہ کر دیتی ہے۔ اب کوئی نہیں، اس بچہ کا کوئی نہیں، اس کے پاس کچھ نہیں، ہاں! بہت سے چچا ہیں۔ لیکن جن کے پاس بہت کچھ تھا، انھوں نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا ان میں جو سب سے زیادہ نادار تھا اسی کے بچوں میں وہ بھی رل مل گیا۔ چچا نے نہیں، بلکہ بھتیجے نے بکریاں چرا کر اس کو کچھ دیا، اور اسی میں سے کچھ خود بھی کھا لیا۔

الغرض ایک بچہ پیدا ہوتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے ساتھ نہ باپ کی قوت ہے نہ ماں کی قوت ہے، نہ اقربا، اور اعزہ کی قوت ہے کوئی قوت نہیں ہے، حتیٰ کہ وہ جس ملک میں پیدا ہوتا ہے، وہ بھی ہر قسم کی نباتی اور حیوانی قوتوں سے خالی ہے۔ بیدان ہے، اور چٹیل میدان ہے۔ اس کا نام بن کھیتی کا بیابان ہے نہ اس کے آغوش میں ندیاں کھیلتی ہیں، اور نہ دریاؤں کا شیریں پانی اس کو سیراب کرتا ہے۔ نہ سرسبز مرغزار ہیں، نہ نظر فریب گلزار ہیں، الغرض انسانی دل و دماغ کے سنوارنے اور اُبھارنے میں جن قدرتی ذرائع کو دخل ہے ان میں سے بھی اس بیابان میں کچھ نہیں ہے، وہ جس گھر میں پیدا ہوتا ہے، اس کے باشندوں کے پاس بھی کوئی قوت نہیں ہے۔ نہ ذہنی قوت، نہ جسمانی طاقت، نہ علمی زور۔ یعنی جن قوتوں پر قوموں کی تعمیر کھڑی ہوتی ہے وہ ہر ایک سے خالی ہیں۔ نہ وہ آئین رکھتے تھے نہ دستور، نہ ان کا کوئی بادشاہ تھا، نہ اُن کی جماعتی پراگندگیوں کا کوئی شیرازہ بند، نہ اُن کے پاس مکاتب تھے نہ مدارس، شکارخانے، نہ فیکٹریاں، بلکہ نہیں ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں، جسمیں داخل ہو کر کوئی کچھ پروان چڑھ سکتا ہو، ان کے پاس جو جسمانی طاقت تھی اُس کا مصرف بھی بجز اپنی تعداد گھٹانے کے اور کچھ نہ تھا۔

اسی ملک میں، اسی شہر میں، اسی قوم میں اس بچہ کا ظہور رہا اور اس شان کے ساتھ ہوا کہ اُس کے سر پر جو قوت بھی سایہ فگن ہو سکتی تھی یا ہوتی تھی وہ ایک ایک کر کے ہٹا دی جاتی تھی، یہاں تک کہ آخر میں یہ بھی ہوا کہ وطن پر جو اُسے بھروسہ ہو سکتا تھا اس بھروسہ کو بھی ہٹا دیا گیا۔ یہاں دری وطن پر جو اعتماد ممکن تھا، وہ بھی ناممکن کر دیا گیا۔ یعنی سارا وطن اور وطن والے، قبیلے والے، کنبے والے، سب اسکی دشمنی پر متفق ہو کر آمادہ ہو گئے۔ اور وہ جس کے پاس نہ باپ کی قوت تھی اور نہ ماں کی، نہ دادا کا زور تھا نہ اور کسی کا، نہ حکومت کی سرپرستی اسے حاصل تھی نہ مدرسوں کی تعلیم سے وہ فیضیاب ہو سکتا تھا، نہ اپنے ملک کے گردوپیش کے خنک آمیز اثرات سے اپنے دماغ تک تازگی اور اس میں بالیدگی پیدا کر سکتا تھا، اب اس کے ساتھ یہ بھی کیا گیا کہ گھر والے کنبے والے، قبیلے والے، وطن والے سب کے سب اس سے علیٰحدہ ہو گئے یا وہ ان سے علیٰحدہ کر لیا گیا۔

اور اب جا کر یہ ارادہ پورا ہوا کہ دیکھو!

"اُس کے پاس کچھ نہیں ہے"

وہ ساری قوتیں جن کو لوگ قوت کہتے ہیں، اور جن کا نام محسوس پرستوں کی اصطلاح میں "قوت" ہے "زور" ہے، ایک ایک کر کے الگ کر لیا گیا، اس کے بعد دکھایا گیا، مشاہدہ کرایا گیا کہ

"جس کے پاس کچھ نہیں ہے، دیکھو! کہ اُس کے پاس سب کچھ ہو گیا"

ایک منظر وہ تھا، اور دوسرا منظر یہ ہے کہ وہ زمین کے ایک بڑے قطعہ کا مالک ہے۔ اسکے خادموں بلکہ خادموں سے نیچے اگر کوئی درجہ ہو سکتا ہے وہی قیصر کی ٹوپی اُچھال رہے ہیں، کسریٰ کے جلال و جبروت کے پرزے اُڑا رہے ہیں۔ وہی جس کے پاس کچھ نہ تھا، کیا دنیا نے نہیں دیکھا، یا نہیں دیکھ رہی ہے یا نہیں دیکھے گی کہ وہی دنیا میں سب سے بڑا اقرار پایا۔ قومیں اس کی تقدیس میں مصروف ہیں، نسلیں اس کے سراہنے میں منہمک ہیں، افغانستان کی پہاڑیوں میں، مراکو کی وادیوں میں، مصر کے ایوانوں میں، ہندوستان کی بستیوں میں، چین کی آبادیوں میں، افریقہ میں، ایشیا میں، یورپ میں، امریکہ میں کون ہوا؟ اتنا بڑا کون ہوا؟ صرف ہمارے پاس نہیں، ہماری تاریخ ہی نہیں، دوسروں کی تاریخ میں۔ کیا اس سے بھی اونچا انسان نسل اول میں کوئی ظاہر ہوا، مامون و ہارون کو کس کی غلامی پر ناز تھا۔ صلاح الدین کس کے نام پر صلیب والوں کی بھیڑ میں لرزہ ڈالتا تھا؟ محمود کس کی جوتیوں کے صدقہ میں مشرق کا اولوالعزم فاتح قرار پایا۔ شاہجہاں کس کے نام کی تسبیح پڑھتا تھا؟ عالمگیر کس کی نگاہ کرم کے لئے دکن کے سنگستانوں میں سالہا سال تک ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ یہ کس کی

عہ قرآن مجید نے ان تربصون بنا الا احدی الحسنیین میں خود شہادت کو حسنیٰ سے تعبیر کیا ہے۔ پھر جو شہادت حسین علیہ السلام کی طرف منسوب ہو اسکی صفت حسنیٰ ہی مناسب ہے۔ آخر اس سے زیادہ خوبصورت شہادت کی چشم فلک نے دیکھی تھی؟ ۱۲ منہ

عہ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ابوطالب کے بچے کھانے پر اس طرح ٹوٹتے تھے کہ میں بھوکا رہ جاتا تھا۔ آخر میں ابوطالب نے تنگ حالی سے تنگ آکر اپنے بچوں کو تقسیم کر دیا تھا، اور اسی تقسیم میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئے تھے ۱۲ منہ

رسالت کی برکت تھی کہ، اناطولیہ کا ترک قسطنطنیہ کی دیواروں کو پھاند گیا
یہ کیا تھا؟ اس نے دعویٰ کیا تھا اور یہی اسکی زندگی کا مقصد تھا کہ
محسوس قوتوں کا انکار کرے۔ اور جو قوت غیب میں چھپی ہوئی ہے نظام
کائنات کو اسی کے ساتھ وابستہ کرے۔ اس نے دعوے کیا اور نہایت
بلند آہنگی سے دعویٰ کیا، اور خود اس کی دلیل بن کر دنیا کے سامنے
آیا، کیونکہ قیاسی حجتوں کا زمانہ نکل چکا تھا۔ مشاہدات اور تجربات کا
وقت آ رہا تھا۔ پس اس عہد کے جو پیغمبر تھے صلی اللہ علیہ وسلم ان کا دعویٰ
بھی قیمتی مقدمات سے نکالے ہوئے نتائج پر مبنی نہ تھا، بلکہ کھلا ہوا تجربۂ
حالات اور واضح مشاہدہ پر اس کی بنیاد کھڑی کی گئی، دنیا نے دعویٰ
کو سنا، اور دلیل کو دیکھا، پھر ان میں کس کے ہوش قائم رہے۔ کلیسا
میں تزلزل پیدا ہوا۔ لوتھر نے ایک مزید شدید پوپ کی تنظیم کی
بنیادوں کو ہلا دیا، وہ خود دنیا یا نہیں، لیکن قصر تثلیث کے ایک اہم
حصہ کو اس نے اپنے ہاتھوں برباد کر دیا، کیا کوئی اس کا منکر ہو سکتا
ہے کہ تثلیث کی یہ جزئی شکست اسی دعویٰ اور دلیل کا نتیجہ نہ تھا
جس کی ابتدا عرب سے ہوئی اور کیا ان ہی میں جو پوجی پر آج
خطبے دے رہے ہیں وہ عالم کے اس سب سے بڑے انسان کے
احسان سے سبکدوش ہو سکتے ہیں، شراب پر احتساب قائم کرنے والا!
دیکھو حق سے آنکھیں نہ بند کرو، ترکستان میں کبیر کیوں پیدا ہوا،
نانک کس دباؤ سے بے چین ہوا۔ راجہ رام موہن رائے کس کی گرفت
سے مضطرب تھا اور آج ہندوستان کے طول و عرض میں جو وہ
جماعت نظر آتی ہے جسے اسلام سے عداوت کا دعویٰ ہے۔ لیکن اسی
کے ساتھ وہ بت شکنی میں بھی مصروف ہے۔ کیا اس علمی فرماں بردار
ذہنی نافرمان فرقہ کو اس "دعویٰ" کے اثر سے آزاد کہہ سکتے ہیں؟
دیانتداروں کو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر غور کرنا چاہیے۔ (الفقام)

سہ یہ اشارات اسلام کے غیر محسوس اثرات کیطرف ہیں کہ جہاں اسلام نے علانیہ دنیا کے تمام ارباب مذاہب یہودی، عیسائی، بودھ، ہندو، پارسی کو اپنے سامنے جھکا دیا، وہیں اندرونی طور پر اس نے ان لوگوں کے قلوب میں بھی جگہ پیدا کی ہے جو ابتک کھلم کھلا اسلام کے اقرار سے گھبراتے ہیں۔ لوتھر جو پروٹسٹنٹ فرقہ کا عیسائی مذہب میں بانی ہے اسکے متعلق عام طور سے یہی کہا جاتا کہ وہ اسلامی فتوحات کا چرچا تھا، اور اسی طرح کبیر اور نانک کے متعلق بھی خیال ہے۔ راجہ رام موہن رائے جس نے برہمومت کی بنیاد ڈالی اسکے متعلق بھی یہی خیال ہے کہ وہ اسلام سے متاثر تھا۔ آخری اشارہ آریوں کی طرف ہے ۱۲

انتخاب صحاح ستہ

حدیث شریف کی مشہور چھ کتابوں میں سے آٹھ سو کے قریب
ایسی حدیثیں جو مسلمانوں کی روزمرہ کی ضرورتوں سے متعلق ہیں،
مختلف عنوانات کے تحت میں ترتیب وار درج کی گئی ہیں۔ ترجمہ
الگ ہے اور متن جدا۔ اور دونوں پر یکساں نمبر دے دیے گئے
ہیں تاکہ جو صاحب چاہیں ترجمہ اور متن کا مقابلہ کر لیں۔ شروع
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محدثین کرام کے مختصر حالات
اور صحاح کی مشہور کتابوں اور انکے اقتباسات و تراجم کا ذکر ہے۔ قیمت بغرض رفاہ عام
صرف ۸؍ (مشتہر لسانظر بک ایجنسی لکھنؤ)

فساد کی جڑ

ملک کے مشہور ادیب، اور اردو کے
نامور اہل قلم، مولانا عبدالحلیم شرر کا ہندو مسلم
فسادات کے اصلی اسباب و علل پر ایک مفصل مضمون روزنامہ
ہمدرد میں شائع ہوا ہے، جس میں موصوف نے نہایت شستہ پیرایہ میں
دکھایا ہے کہ اس فرقہ وارانہ نزاع و فساد کی اصلی ذمہ داری، انگریزی
مدارس کے نصاب درس، اور خصوصاً نصاب تاریخ پر ہے، مولانا فرماتے
ہیں، اور بالکل سچ فرماتے ہیں کہ

"پرانی تعلیم میں روحانی بے نفسی اور اخلاقی میل جول کا سبق دیا
جاتا تھا، جسکا نتیجہ بھی نظر آ جاتا تھا، کہ طلبہ عالم اخلاق و معاشرت
کا بہترین نمونہ بنکر مکتبوں سے نکلتے تھے، اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ
باہمی ایثار، اور ایک دوسرے پر جانیں فدا کرنے کو بھی شرافت
تصور کرتے تھے، اس تعلیم نے آج سے پچاس سال پیشتر ہندوستان
کو امن و امان کی ایک جنت بنا دیا تھا۔ موجودہ سررشتہ تعلیم نے
پرانے اخلاق کی کتابوں کو سلسلۂ نصاب تعلیم سے یہ کہہ کر خارج کر دیا، کہ ممالک مشرقی میں
اخلاق اور دین کے جزو بن گئے ہیں، اور ہندوستان میں چونکہ مختلف مذاہب موجود
ہیں، لہذا سرکار مذہبی تعلیم نہیں دلا سکتی چنانچہ مدارس سرکاری کے نصاب میں
اخلاقی کتابوں کے بدلے تاریخ کی کتابیں داخل کی گئیں پھر چند ہی
روز میں نظر آیا کہ ہندوستانیوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے تاریخ سے بہتر کوئی
کتاب نہیں ہو سکتی"

ان مغربی محققین نے پہلے تو ہندو تاریخ پر احسان کیا اور ہندو بزرگوں کو اس شکل میں
پیش کیا، کہ گویا وہ حماقت، جہالت، اور وہم پرستی کے مجسم تھے، اسکے بعد مسلمانوں کی
باری آئی، اور انکی "بت شکنی"، "ہندو کشی"، "تعصب پروری" کی داستان اس بلند
آہنگی سے دہرائی گئی، کہ عالم کی فضا اسی آواز سے گونج اٹھی، نتیجہ یہ ہوا کہ آج
سارے عہد اسلامی کا خلاصہ ہندوؤں کی نظر میں صرف ایک لفظ میں ہے، اور وہ
قابل نفرت لفظ "اورنگ زیب" ہے، اسی طرح مسلمانوں کی نظر میں ہندو راجاؤں کی
ساری بہادریاں، جانفشانیاں مٹ کر ایک "غدار" "باغی" "سیواجی" کی یاد
باقی رہ گئی ہے!

"تاریخ" لکھنے میں ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کے مصنفوں کی یہ کوشش
رہا کرتی ہے کہ اگلوں کے اخلاق کے بہترین نمونے بعد والوں کے
سامنے پیش کر کے ان کو نیک خو اور نیک نفس بنایا جائے مگر ہماری
بدقسمتی سے ہمارے مصنفوں کی سیاسی مصلحت اسکی خواستگار
ہے، کہ اگلوں کے بدترین افعال پچھلوں کے دل پر نقش کر دیئے
جائیں، اور بجائے نیک سرشت انسان کے خواہ مخواہ ان کو درندہ
بنا دیا جائے"

شرر صاحب کا یہ مضمون اس قابل ہے کہ اسے نہ صرف اردو میں
خوب شائع کیا جائے بلکہ انگریزی، ہندی، مرہٹی، بنگالی ہر ملکی زبان میں
اس کا ترجمہ کر کے سارے ملک میں اسے پھیلایا جائے۔ کم از کم جہاں تک
تعلیم یافتہ طبقہ کا تعلق ہے۔ انہوں نے مرض کی نہایت صحیح تشخیص فرمائی
ہے۔ یہ مضمون ابتدا [illegible] میں شائع ہوا تھا ہمدرد نے اسی سے
نقل کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتب خانۂ اسلامیہ

مولوی محمد علی	مولانا ابوالکلام آزاد	مولوی احمد حسین	مولانا اشرف علی	مولانا شرر لکھنوی	مولانا شبلی مرحوم	مولانا نذیر احمد مرحوم	مولانا حالی مرحوم	سرسید مرحوم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	تفسیر [illegible]	[illegible]	سیرۃ النبی جلد اول	حمائل ترجمہ	مسدس حالی	خطبات احمدیہ
					جلد دوم	ادعیۃ القرآن	حیات سعدی	[illegible]
					سوم	الحقوق و الفرائض	حیات جاوید	[illegible]
					الفاروق	موعظۂ حسنہ	مجموعہ نظم حالی	
					سیرۃ النعمان	[illegible]		
					المامون			
					الغزالی			
					سوانح مولانا روم			
					شعر العجم			

ملنے کا پتہ :- الناظر بک ایجنسی - لکھنؤ